’خیالستان‘ کا دیباچہ اور ایک سلسلۂ محبت کی دریافت

ڈاکٹر شفیق انجم، اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ اُردو، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگوئجز، اسلام آباد

Abstract

Syed Sajjad Haider Yaldram is a famous short story writer. His book of short stories named 'Khayalistan' was published in early decades of 20th century. Its preface was written by famous Drama writer Syed Imtiyaz Ali Taj. In this article the relations between Yaldram and Taj have been discussed in reference with mentioned preface.

سید سجاد حیدر یلدرم کی تصنیف ’خیالستان‘ بیسویں صدی کی پہلی دہائی کی ایسی عجوبہ کتاب ہے جو نہ صرف اپنے عہد میں حیرت واشتیاق سے پڑھی گئی بلکہ بعد کے وقتوں میں متخالف سماجی وادبی تغیرات کے باوجود اپنے قارئین کا دائرہ وسیع کرتی اور حیرت واشتیاق کے نئے در وا کرتی رہی۔ یلدرم کے ماخوذ وطبع زاد مختصر افسانوں پر مشتمل یہ سحر انگیز مجموعہ ۱۹۱۱ء میں ادارہ مخزن لاہور سے طبع ہوا اور بقول ڈاکٹر ثریا حسین اگلے اٹھارہ سالوں میں اس کے اٹھارہ ایڈیشن نکلے۔(۱) زیرِ نظر مقالے میں ’خیالستان‘ کے افسانوں کی فنی وفکری جہتوں کو زیرِ بحث لانا مقصود نہیں (یہ کام ابتداً ڈاکٹر سید معین الرحمٰن نے بالتفصیل نے اور بعدہٗ متعدد ادبی ناقدین نے بقدرِ ضرورت انجام دیا ہے، دیکھیے ’مطالعہ یلدرم‘)(۲)؛ بلکہ یہاں سید امتیاز علی تاج کے ایک دیباچے اور اس سے جڑی چند تفصیلات کی پیشکش بنیادی ہدف ہے۔ یلدرم کے حوالے سے اولین کتاب کے مرتب سید مبارز الدین رفعت اس دیباچے کے حوالے سے لکھتے ہیں: ’’خیالستان کا پہلا ایڈیشن نکلا تو اس پر یلدرم کے دوستوں میں ایک دوست میر غلام بھیک نیرنگ نے مختصر سی سرسری تمہید لکھی اور دوسرے دوست سید امتیاز علی تاج نے نسبتاً تفصیلی مقدمہ لکھا۔‘‘(۳) یہ بیان گمراہ کن ہے کیونکہ ’خیالستان‘ کے پہلی اشاعت ۱۹۱۱ء کے وقت سید امتیاز علی تاج کی عمر محض گیارہ سال تھی اور وہ سکول میں طالبعلم تھے۔ یلدرم اور امتیاز علی تاج کے مراسم کو دوستی کہنا بھی مبنی بر حقیقت نہیں بلکہ محض قیاسی ہے۔ ’خیالستان‘ کا جو متن ڈاکٹر سید معین الرحمٰن نے مطبع مسلم یونیورسٹی علی گڑھ مطبوعہ ۱۹۳۲ء کی بنیاد پر ترتیب دیا ہے اس میں یہ دیباچہ شامل ہے۔ اس سے پہلے دار الاشاعت پنجاب کے ایڈیشن اور بعد کی متعدد اشاعتوں میں اس کے آثار ملتے ہیں۔ حال ہی میں سنگ میل لاہور سے ’خیالستان‘ کی اشاعت میں بھی یہ دیباچہ موجود ہے۔

'خیالستان' پر سید امتیاز علی تاج کا یہ مختصر دیباچہ ایک خاص معنویت کا حامل ہے۔ یہاں دیباچے کے اندراجات پر بحث کو توسیع دینے کی بجائے کچھ مختلف سوالوں اور ان کے جوابات کی طرف بڑھنا اہم ہے۔ اس دیباچے کی پڑھت کے ساتھ اکثر میرے ہاں اس سوال کی نمود ہوئی کہ معلوم کرنا چاہیے کہ سید امتیاز علی تاج اور سید سجاد حیدر یلدرم کے تعلقات کی نوعیت کیا تھی۔ تاج صاحب کا بنیادی میدان افسانہ نہیں اور نقدِ افسانہ بھی ان سے ذرا دور کی چیز ہے تو ایسی کیا وجہ تھی کہ انھوں نے یلدرم کے افسانوں پر رائے دینا قبول کیا۔ میر غلام بھیک نیرنگ تو یلدرم کے دوستوں میں سے تھے ان کے کہنے پر ہی یلدرم نے اپنے اس مجموعے کا نام 'خیالستان' رکھا؛ ان کی تقریظ تو برمحل لیکن تاج صاحب کی مدلل وکالت کا پس منظر کیا ہے۔ کیا یہ تحریر اعلیٰ ادب کی تحسین کے خالصتاً ادبی فریضے کے طور پر لکھی گئی یا کوئی اور تعلق خاطر باعثِ تحریر بنا؟ ۔۔۔ ان سوالوں کے جواب کے لیے تلاش و جستجو کا سلسلہ چل نکلا اور زہے نصیب کہ کئی نئے در وا ہوئے اور ایک عجب سلسلۂ مہر و محبت کی تفہیم ممکن ہوئی۔ اس سلسلے کی چند بنیادی کڑیاں ذیل میں پیش ہیں:

۱۔ کم لوگ واقف ہیں کہ سید سجاد حیدر یلدرم اور سید امتیاز علی تاج کے دیرینہ مراسم متنوع حوالوں سے خاندانی میل ملاپ اور تعاون و تعلق کا ایک خاص پس منظر رکھتے ہیں۔ سماجی و علمی سطح پر ہر دو اصحاب کی خاندانوں کی خدمات کسی سے پوشیدہ نہیں لیکن بعض نجی امور میں دونوں خاندانوں کے تعاون کا حوالہ کم ہی موضوع بنا ہے۔ اس تعاون کی تفصیل میں جایا جائے تو کہانی سید امتیاز علی تاج کے والدِ محترم شمس العلماء مولوی سید ممتاز علی (۴) اور والدہ محمدی بیگم (۵) کی شادی سے شروع ہوتی ہے۔ محمدی بیگم کے والد سید احمد شفیع، سر سید احمد خان کے دوست تھے۔ جواں سال سید ممتاز علی بھی سر سید احمد کے دوستوں اور ارادت مندوں میں شمار ہوتے تھے۔ بقول ڈاکٹر گوہر نوشاہی: ''سید احمد شفیع، جس طرح مختلف ماخذ سے ظاہر ہے، سیدہ محمدی بیگم کی شادی پر اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کے عہدے پر فائز تھے۔ انھوں نے اپنی عمر کا بڑا حصہ سر سید احمد خان کی دوستی اور ارادت مندی میں گزارا تھا اور گمان غالب ہے سید ممتاز علی سے رشتے داری قائم کرنے میں ایک یہ عنصر بھی شامل ہو گا کہ سید ممتاز علی بھی سر سید کے ارادت مندوں اور احباب میں شامل تھے۔'' (۶)

۲۔ مولوی سید ممتاز علی لاہور کی با اثر شخصیات میں سے تھے اور ہندوستان کے طول و عرض میں پھیلے سید خاندانوں میں ان کی خوب قدر و منزلت تھی۔ محمدی بیگم سے شادی کے چند ہی مہینوں بعد انھوں نے اپنے مطبع دار الاشاعت پنجاب سے رسالہ 'تہذیب نسواں' جاری کیا۔ یہ رسالہ خوب چلا اور محمدی بیگم کی ادارت میں اس نے ہندوستانی خواتین میں بیداری کی ایک توانا تحریک پیدا کی۔ 'تہذیب نسواں' کے ساتھ ساتھ ایک اور رسالہ 'پھول' بھی دار الاشاعت پنجاب اور ان دو اصحابِ کبار سے یادگار ہے۔ ۱۹۰۸ء میں محمدی بیگم کی بعمر تیس سال ناگہانی موت کے بعد 'پھول' کی ادارت کچھ عرصے کے لیے نذر زہرا بیگم کے سپرد ہوئی۔ یہ زہرا بیگم یو پی کی مقتدر شخصیت خان بہادر سید نذر الباقر کی بیٹی تھیں۔ بعد میں انھوں نے بنت نذر الباقر کے نام سے شہرت پائی۔

۳۔ یہی بنت نذر الباقر سید سجاد حیدر یلدرم کی اہلیہ محترمہ ہیں یعنی نذر سجاد حیدر۔ یہ رشتہ جوڑنے میں سب سے اہم کردار مولوی سید ممتاز علی کا ہے۔ بنت نذر الباقر اور سید سجاد حیدر کے درمیان ابتدائی شناسائی ایک دوسرے کی تحریریں پڑھنے سے ہوئی اور رفتہ رفتہ دونوں محبت کے سحر میں مبتلا ہوتے چلے گئے۔ نذر سجاد حیدر کی اپنی ایک تحریر ’سجاد حیدر مرحوم‘ اس حقیقت کی غماز ہے کہ مخزن میں یلدرم کے مضامین وہ شوق سے پڑھتیں اور بے حد متاثر تھیں۔ ادھر یلدرم بھی ان کے دو معاشرتی ناولوں ’اختر النساء‘ اور ’آہ مظلوماں‘ کے ذریعے ان کے حلقۂ اثر میں آ چکے تھے۔ اس پر مستزاد بنت نذر الباقر کا بطور ایک روشن خیال شریف زادی شہرہ تھا۔ قرۃ العین حیدر کی ایک تحریر ”احوال یلدرم“ کے مطابق: ”نذر زہرا بیگم مس نذر الباقر کے نام سے اپنے لڑکپن ہی میں بہت نامور مضمون نگار بن چکی تھیں۔ ۱۹۰۸ء میں بچوں کے مشہور اخبار پھول کی ایڈیٹر رہیں جو شمس العلماء مولوی ممتاز علی کے دار الاشاعت پنجاب لاہور سے شائع ہوتا تھا۔ اسی زمانے میں انھوں نے بچوں کے لیے تین مقبول کتابیں ’پھولوں کا ہار‘، ’سلیم کی کہانی‘ اور ’دکھ بھری کہانی‘ لکھیں جواب مدتوں سے آوٹ آف پرنٹ ہیں۔ ان کا مشہور ناول ’اختر النساء بیگم‘ ۱۹۱۰ء میں شائع ہوا جب ان کی عمر صرف سولہ سال کی تھی۔ اپنے کنوارپنے کے زمانے ہی میں بنت نذر الباقر کے مضامین نیرنگ خیال، زمانہ، تمدن، ادیب، انقلاب، اور الناظر میں شائع ہوئے۔ ان کا انگریزی ترجمہ ٹائمز آف انڈیا میں چھپا اور بمبئی، مدراس کے انگریزی اخباروں کی طرف سے ان کو انعام ملے۔ ان کا ایک مضمون جو تہذیب نسواں میں چھپا تھا اس پر مہارانی بڑودہ نے بنت نذر الباقر کو تمغہ دیا۔“ (۷) یلدرم ان دنوں ملازمت کے سلسلے میں ترکی میں تھے لیکن وہاں سے بھجوائے ان کے مضامین ہندوستانی رسالوں میں تسلسل سے چھپتے اور خوب پڑھے جاتے۔ ۱۹۱۲ء میں وہ ترکی سے چھٹی پر واپس آئے تو ان کی شادی کا پروگرام بنا۔ بنت نذر الباقر کا انتخاب ہوا لیکن اس رشتے پر دونوں خاندانوں کا متفق ہو جانا ایک مشکل امر تھا۔ اس صورتحال میں مولوی سید ممتاز علی کی خدمات حاصل کی گئیں اور وہ بہ نفس نفیس یلدرم کا رشتہ لے کر بنت نذر الباقر کے گھر گئے۔ بنت نذر الباقر کے لفظوں میں: ”۔۔۔ ہمدرد نسواں شمس العلماء مولوی سید ممتاز علی صاحب کے توسط سے میرے والدین کے پاس رشتہ کا پیام آیا۔ کچھ دنوں یہ سلسلہ چلتا رہا۔ ان کے خاندان اور میرے خاندان دونوں نے سخت مخالفت کی اور طرح طرح کے روڑے اٹکائے۔ اس کو بھی کچھ وقت گزر گیا۔۔۔۔ بہرحال کچھ عرصہ تک ان مخالفتوں کا بھی اثر رہا اور شادی نہ ہونے پائی مگر یہ رشتہ بھی غالباً تقدیر کے زیر اثر ہوتا ہے۔ باوجود ان سب رکاوٹوں کے ہو کر رہا۔ جون ۱۹۱۲ء میں یلدرم معہ بھائی ممتاز علی صاحب اور اپنے بہنوئی وغیرہ کے ہماری جائے قیام ایک سرحدی مقام کوہاٹ تشریف لائے۔ یلدرم اور بنت نذر الباقر کے درمیان عمر بھر کی رفاقت کا عہد و پیمان ہو گیا۔“ (۸)

۴۔ مولوی سید ممتاز علی کی معاونت و کوشش سے سید سجاد حیدر یلدرم کی شادی بنت نذر الباقر سے ہوئی۔ یہ ایک کہانی ہے۔ دوسری کہانی کا تعلق سید امتیاز علی تاج کی شادی سے ہے۔ اس کہانی کا ایک کردار عباسی بیگم ہیں۔ یہ ’تہذیبِ نسواں‘ میں لکھا کرتی تھیں اور اس حوالے سے مولوی سید ممتاز علی سے ان کی خط کتابت بھی تھی۔ ان

کی بیٹی حجاب اسماعیل بنت نواب محمد اسماعیل بھی تہذیب نسواں کی روشن خیالی کا حصہ تھیں اور اپنی تحریریں اشاعت کے لیے بھیجتی تھیں۔ یہ خاندان حیدرآباد دکن میں آباد تھا لیکن 'تہذیب نسواں' کے ذریعے زمینی فاصلے سمٹ کر رہ گئے تھے۔ بعد میں جب سید امتیاز علی تاج نے پرچے کی ادارت سنبھالی تو حجاب اسماعیل سے تعلقِ خاطر بڑھا۔ خط کتابت شروع ہوئی اور بہت عرصے تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ اس دوران میں ایک دلچسپ واقعہ ہوا جس کی بدولت دونوں کے دل قریب تر ہو گئے۔ یہ واقعہ حجاب اسماعیل کی زبانی سنیے:

> ''تہذیب نسواں کے لکھنے والے دور رہنے کے باوجود ایک رشتے میں منسلک تھے۔ سب کے دل ایک ساتھ دھڑکتے تھے، ایک کنبہ تھا جس کے ہم سب افراد تھے۔ میری امتیاز سے خط کتابت تھی ایک بار یوں ہوا کہ میں نے امتیاز کو خط لکھا تو انھوں نے اس کا جواب نہ دیا۔ دوسرا خط لکھا تو اس کا جواب بہت دیر میں آیا۔ تب تک میں فیصلہ کر چکی تھی کہ اس شخص سے تعلقات منقطع کر لوں۔ میں کچھ ایسی ہی ہوں جو فیصلہ کر لیتی ہوں اس پر فوراً عمل کرنے لگتی ہوں۔ امتیاز کے کئی خط آئے میں نے کسی کا جواب نہ دیا۔''(۹)

امتیاز علی تاج کی بے چینی بڑھی تو انھوں نے پطرس بخاری سے مشورہ کیا۔ فیصلہ یہ ہوا کہ تاج صاحب اپنا ڈراما 'انارکلی' فوراً شائع کرائیں اور اسے حجاب اسماعیل کے نام معنون کریں۔ تاج صاحب نے یہ ڈراما ۱۹۲۲ء میں لکھ لیا تھا لیکن اسے شائع کرانے سے پہلے مسودہ کئی لوگوں کو دکھا رہے تھے اور اشاعت میں عجلت سے کام لینا نہیں چاہتے تھے۔ لیکن پطرس بخاری کا مشورہ کام کر گیا۔ فوراً ہی 'انارکلی' کی اشاعت کا بندوبست ہوا، حجاب اسماعیل کے نام معنون ہوا اور ایک کاپی محترمہ کو ارسال کر دی گئی۔ حجاب اسماعیل کے لفظوں میں: ''امتیاز نے انارکلی کو شائع کیا اور اسے میرے نام معنون کر دیا۔ مجھے کتاب ملی تو ساری رنجشیں ختم ہو گئیں۔ امتیاز کی زندگی میں ہی انارکلی کو کلاسیک کا رتبہ دے دیا گیا۔ اور یہ معمولی بات نہیں۔۔۔ میں انتساب کے حوالے سے امتیاز کی ہمیشہ ممنون رہی۔''(۱۰) محبت کی یہ کہانی چلتی رہی اور معاملہ شادی کی طرف بڑھا۔

۵۔ حجاب اسماعیل کے والد نواب محمد اسماعیل سے سید سجاد حیدر یلدرم کے دیرینہ مراسم تھے۔ مولوی سید ممتاز علی کے ذاتی مراسم بھی اس خاندان سے کچھ کم نہ تھے لیکن دونوں خاندانوں دو مختلف ثقافتوں سے وابستہ تھے اور زمینی فاصلہ زیادہ ہونے کے باعث مشکل تھا کہ یہ قلبی تعلق رشتے داری میں ڈھل سکے۔ لیکن اس کے باوجود امتیاز علی تاج نے رشتہ بھیجنے کا فیصلہ کیا۔ اس رشتے کی راہ سید سجاد حیدر یلدرم نے ہموار کی۔ نواب اسماعیل کے گھر تاج صاحب کا رشتہ لے کر جانے والوں میں ان کا نام شامل ہے۔ اس سلسلے میں دوسری اہم شخصیت تاج صاحب کے بہنوئی سر محمد یعقوب تھے۔ کچھ مخالفت ہوئی، رکاوٹیں آئیں لیکن بالآخر رشتہ ہو گیا۔ حجاب اسماعیل کے لفظوں میں: ''میرے والد نے ملازم سے نقشہ منگوایا اور میز پر پھیلا کر کہا'' یہ رشتہ نہیں ہو سکتا۔ کہاں لاہور، کہاں مدراس، فاصلہ بہت ہے۔ مگر فاصلوں کو تو مٹنا تھا۔ سر محمد یعقوب نے کہا کہ شمس العلماء ممتاز علی کو میں کیا جواب دوں گا۔۔۔ اور رشتہ

ہوگیا۔۔میں ایک دنیا چھوڑ کر دوسری دنیا چلی آئی۔"(۱۱)

سید سجاد حیدر یلدرم اور بنت نذر الباقر کی محبت، امتیاز علی تاج کے والد شمس العلماء مولوی سید ممتاز علی کی بدولت شادی میں منقلب ہوئی۔ اور سید امتیاز علی تاج اور حجاب اسماعیل کی محبت، سید سجاد حیدر یلدرم کی معاونت سے خیر کے انجام کو پہنچی۔ دونوں خاندانوں کا یہ تعلق خاطر ادبی سطح پر ایک دوسرے کی معاونت کا باعث بھی بنا۔ سید امتیاز علی تاج نے رسالہ 'کہکشاں' جاری کیا تو خصوصی طور یلدرم کی تحریریں چھاپیں۔ ملازمتی مصروفیات کے باعث کچھ عرصے کے یلدرم ہندوستانی پرچوں سے غائب ہوگئے لیکن 'کہکشاں' کے لیے ان کی تحریریں حاضر رہیں۔ یلدرم کا ڈرامہ 'جلال الدین خوارزم شاہ' 'کہکشاں' میں بالاقساط شائع ہوا۔ رسالے کی پہلی اشاعت میں اس ڈرامے کی پہلی قسط کے ساتھ سید امتیاز علی تاج نے ایک مختصر نوٹ بھی لکھا جس سے یلدرم کے ساتھ ان کے والہانہ اور گرمجوش تعلق کی بخوبی عکاسی ہوتی ہے۔ نوٹ ملاحظہ ہو:

> "خیالستان کے نامور مصنف اور ادیب بے ہمتا سید سجاد حیدر یلدرم وہ انشاپرداز ہیں جنہوں نے اردو زبان میں ادب لطیف اور نثری شاعری کی بنیادیں استوار کیں۔ ان کا طرز تحریر مؤثر خطیبانہ شان لیے ہوئے ہے اور ملک کے کسی اور انشاپرداز کو یہ خصوصیت نصیب نہیں۔ جب سے جناب شیخ عبدالقادر نے مخزن چھوڑا جناب سجاد نے لکھنا چھوڑا اور آپ کی خاموشی کی نوبت یہاں تک پہنچی کہ لکھنؤ کے ایک رسالے نے آپ کے اسم گرامی کے ساتھ مرحوم کا لفظ بڑھا دیا۔ کہکشاں کو فخر ہے کہ وہ ایک ایسے بے نظیر انشاپرداز کی نشاۃ ثانیہ کا باعث ہوا"(۱۲)

یہ والہانہ گرمجوش تعلق بعد مزید تپش آمادہ ہوا اور ادبی سطح پر اس کا ثمر 'خیالستان' کی دارالاشاعت پنجاب سے تازہ اشاعت اور سید امتیاز علی تاج کے دیباچے کی صورت میں سامنے آیا۔ اس دیباچے میں تاج صاحب نے یلدرم کی قدرت زبان و بیان کو عمدگی اور علمی وجاہت کے ساتھ نمایاں کرنے کی کوشش کی ہے اور واضح کیا ہے کہ یلدرم کا انداز (style) اچھوتا اور اثر انگیز ہے۔ انداز کی یہ خوبیاں یلدرم کے علاوہ اردو کے دیگر مصنفین میں کم ہی نظر آتی ہیں۔ اور اگر معیارِ نقد Style رکھا جائے تو یلدرم کی برتری صاف ظاہر ہو جاتی ہے۔ دیباچے کے چند اندراجات ملاحظہ ہوں:

> "اردو مصنفین میں اثر کی ان باریکیوں کی طرف کوئی توجہ نہیں کرتا اور بہت کم مصنفین کا کلام اس قسم کی تنقید کا متحمل ہوسکتا ہے مگر سید صاحب کے کلام انداز کی یہ خصوصیات اکثر موقعوں پر موجود ہیں۔ ان کے فقروں کی موسیقی، مطالب و معانی سے ہم آہنگ ہوتی ہے اور سامع کے کانوں کو کہیں کسی قسم کی غیر متوقع مایوسی یا بے آہنگی محسوس نہیں ہوتی۔"

> "خیالستان نہ صرف انداز کے محاسن گوناگوں سے مرصع ہے بلکہ لطیف جذبات، نازک شاعرانہ خیالات اور ظرافت کے شگفتہ مضامین کا ایک بے نظیر مجموعہ ہے اور مصنف نے ہر موضوع کے

مطابق مختلف مضامین کا اتنا موزوں طرزِ بیان اختیار کیا ہے جس پر تفصیلی تنقید ایک کتاب کی ضخامت کی محتاج ہے۔‘‘

’’اور اس میں کچھ شبہ نہیں کہ خیالستان پہلی کتاب تھی جس کی اشاعت نے اردو ادب میں ایک نہایت حسین، دل کش ’انداز‘ پیدا کر دیا اور ادب کی وسعت کے لیے نئے نئے راستے کھول دیے۔‘‘(۱۳)

دیباچے میں تاج صاحب نے اپنے موقف کے اثبات کے لیے مختلف افسانوں سے مثالیں بھی دیں ہیں۔ نئے ’انداز‘ اور اس کی اثر آفرینی کو واضح کیا ہے اور یہ دیباچہ اول تا آخر ایک سنجیدہ اور متین تنقیدی رویے کا حامل ہے۔ یلدرم پر لکھی گئی اولین اچھی تحریروں میں اس مختصر دیباچے کا رتبہ بلند ہے اور میرے خیال میں نقدِ یلدرم کے لیے یہاں جو بنیاد فراہم کی گئی ہے اس پر بعد میں کسی نے عمارت کھڑی کرنے کی کوشش نہیں کی اور یہی وجہ ہے کہ یلدرم ہنوز ایک نئی پڑھت کے متقاضی ہیں۔

سید امتیاز علی تاج افسانے کے ناقد نہ تھے لیکن انھوں نے یلدرم سے اپنے تعلقِ خاطر کی بنا پر یہ تحریر لکھی اور اچھی لکھی۔ تاج صاحب کا یلدرم کے ساتھ دوستی نہیں ارادت مندی کا رشتہ تھا۔ اس ارادت مندی کے نجی اور ادبی دونوں پہلو ملحوظ رہیں تو ایک خوشگوار حیرت کے ساتھ اس دور کے کئی سید گھرانوں کے علمی اشتراک کی تفہیم میں مدد ملتی ہے۔ سید سجاد حیدر یلدرم اور نذر سجاد حیدر، سید امتیاز علی تاج اور حجاب امتیاز علی بیسویں صدی کے نصف اول کے کاروانِ ادب کے چمکتے ستارے تھے لیکن ان کی داستانِ مہر و وفا بھی کچھ کم دلچسپ نہیں۔ ہندوستان میں روشن خیالی کے کچھ اہم زاویے ان کے ذکر کے بغیر نامکمل ہیں۔ ضروری ہے کہ ان محترم ہستیوں کے ذکرِ خیر میں ادبی اور نجی دونوں سطحوں پر باہمی ارادتوں اور تعلقات کو مدنظر رکھا جائے تا کہ ادبی تشریحات کے رچاؤ میں اضافہ ہو اور بہتر تفہیم کی راہ ہموار ہو سکے۔

حوالہ جات/حواشی:

۱۔ ثریا حسین، ڈاکٹر، یلدرم اور اور اُردو افسانہ، مشمولہ: انتخاب سجاد حیدر یلدرم، مرتبہ قرۃ العین حیدر، (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۱۹۹۰ء)، ص ۱۱

۲۔ سید معین الرحمن، مطالعۂ یلدرم، (لاہور: نذر سنز، ۱۹۷۱ء)

۳۔ مبارز الدین رفعت، سید، خیالستان پر ایک نظر، مشمولہ: خیالستان، (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۶ء)، ص ۱۳

(سید مبارز الدین رفعت نے ۱۹۴۶ء میں سید سجاد حیدر پر پہلی باقاعدہ کتاب بعنوان ’یلدرم‘ مرتب کی اور ۱۹۶۰ء میں رسالہ پگڈنڈی امرتسر کا یلدرم نمبر شائع کیا۔)

۴۔ شمس العلماء مولوی سید ممتاز علی اپنے عہد کی ایک نامور شخصیت تھے۔ لاہور میں علم و ادب کے فروغ میں ان کا کردار ہمیشہ یاد رکھے جانے کے لائق ہے۔ سر سید احمد خان سے ان کے قریبی مراسم تھے۔ کئی کتابوں کے مصنف، اشاعتی اداروں کے بانی، اور رسالوں کے مالک و مدیر تھے۔ ان کے مختصر کوائف شیخ محمد اسماعیل پانی پتی کے لفظوں میں ملاحظہ ہوں: ''مولوی سید ممتاز علی صاحب، سید ذوالفقار علی اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کے فرزند، حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی کے شاگرد، شیخ الہند مولانا محمود الحسن کے ہم درس اور سر سید احمد خاں کے نہایت عزیز دوستوں میں سے تھے۔ حالی، شبلی، نذیر احمد، آزاد اور ذکاء اللہ سے ان کے بہت گہرے تعلقات تھے۔ عربی کے فاضل، فارسی کے عالم، انگریزی کے مترجم اور اردو کے مشہور ادیب تھے۔ اخبار 'تہذیب نسواں' کی بدولت اردو صحافت کی تاریخ میں ان کا نام ہمیشہ نمایاں رہے گا۔۔۔تاریخ ولادت ۲۷ ستمبر ۱۸۶۰ء ہے۔۔۔۱۹۹۸ء میں آپ نے رفاہ عام پریس کے نام سے ایک مطبع اور دار الاشاعت پنجاب کے عنوان سے ایک اشاعتی ادارہ قائم کیا۔ یکم جولائی ۱۹۹۸ء کو اپنی نگرانی میں عورتوں کے لیے ایک ہفتہ وار اخبار 'تہذیب نسواں' کے نام سے جاری کیا۔ اخبار کا یہ نام سر سید کا تجویز کردہ تھا۔ اکتوبر ۱۹۰۹ء کو آپ نے بچوں کے لیے اخبار 'پھول' جاری کیا جو ۱۹۵۸ء تک شائع ہوتا رہا۔ ۱۹۳۴ء میں آپ کو شمس العلماء کا خطاب ملا اور ۱۵ جون ۱۹۳۵ء کو آپ کا انتقال ہو گیا۔ مولوی صاحب کی تالیفات و تراجم کے نام یہ ہیں: حقوق نسواں، سبیل الرشاد، ثبوت واجب الوجود، خزینہ الاسرار، شیخ حسن، تذکرہ الانبیاء، ترجمہ زاد المعاد، ترجمہ المنقذ من الضلال، خیر المقال، محاکمہ ولادت مسیح، رد الملاحدہ، فارسی آموز، تفصیل البیان فی مقاصد القرآن (۷ جلد)، پرائمری کے لیے اردو ریڈریں، مڈل کے لیے نصابی کتابیں، بچوں کو ہندسے سکھانے کا نقشہ۔'' (شیخ محمد اسماعیل پانی پتی، مکتوبات سر سید (جلد دوم)، (لاہور: مجلس ترقی ادب)، ص ۹۶۔۹۵)

۵۔ محمدی بیگم، مولوی سید ممتاز علی کی زوجہ محترمہ، سید امتیاز علی تاج کی والدہ، 'تہذیب نسواں' کی مدیر، عورتوں کی بھلائی اور ادب کی ترویج کے لیے ایک نہ بھلایا جانے والا نام۔ ۲ نومبر ۱۹۰۸ء کو بعمر تیس سال وفات پا گئیں۔ لیکن لاہور کی علمی و ادبی روایت میں ان کا نام احترام سے لیا جاتا رہے گا۔ چوبیس سے زیادہ کتابیں تالیف و تصنیف کیں جن میں سے زیادہ تر بچوں اور عورتوں کے لیے ہیں۔

۶۔ گوہر نوشاہی، ڈاکٹر، سید امتیاز علی تاج: شخصیت اور فن، (اسلام آباد: اکادمی ادبیات پاکستان، ۱۹۹۹ء)، ص ۳۳

۷۔ قرۃ العین حیدر، احوال یلدرم، مشمولہ: خیالستان، مرتبہ سید معین الرحمن، (لاہور: اردو مرکز، ۱۹۶۸ء)، ص ۳۴۵

۸۔ نذر سجاد حیدر، سجاد حیدر مرحوم، مشمولہ: خیالستان، مرتبہ سید معین الرحمن، ص ۳۵۷

۹۔ بحوالہ گوہر نوشاہی، ڈاکٹر، سید امتیاز علی تاج: شخصیت اور فن، ص۴۳

۱۰۔ ایضاً، ص۴۴

۱۱۔ ایضاً

۱۲۔ بحوالہ ڈاکٹر ثریا حسین، انتخاب سجاد حیدر یلدرم، ص۱۸

۱۳۔ امتیاز علی تاج، سید، دیباچہ، مشمولہ: خیالستان، مرتبہ سید معین الرحمن، ص۲۴۔۳۲۳

ماخذ:

۱۔ ثریا حسین، ڈاکٹر، یلدرم اور اور اُردو افسانہ، مشمولہ: انتخاب سجاد حیدر یلدرم، مرتبہ قرۃ العین حیدر، لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، ۱۹۹۰ء۔

۲۔ سید معین الرحمن، مطالعۂ یلدرم، لاہور: نذر سنز، ۱۹۷۱ء۔

۳۔ شیخ محمد اسماعیل پانی پتی، مکتوبات سر سید (جلد دوم)، لاہور: مجلس ترقی ادب۔

۴۔ قرۃ العین حیدر، احوال یلدرم، مشمولہ: خیالستان، مرتبہ سید معین الرحمن، لاہور: اُردو مرکز، ۱۹۶۸ء۔

۵۔ گوہر نوشاہی، ڈاکٹر، سید امتیاز علی تاج: شخصیت اور فن، اسلام آباد: اکادمی ادبیات پاکستان، ۱۹۹۹ء۔

۶۔ مبارز الدین رفعت، سید، خیالستان پر ایک نظر، مشمولہ: خیالستان، لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۶ء۔

☆☆☆